Lesson 7: Al-A'araaf (Ayaat 138- 153): Day 29

سُوْرَةُ الْأَعْرَاف کی تفسیر

اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا؛

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (خدا نے) فرمایا موسیٰ میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے ممتاز کیا ہے۔ تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اسے پکڑ رکھو اور (میرا) شکر بجالاؤ ﴿۱۴۴﴾

اصْطَفَيْتُكَ : ص ف یا۔ میں نے تمہیں منتخب کر لیا۔ سب کاموں سے ہٹا کر اپنے پیغام اور کام کے لئے منتخب کر لیا۔ کیونکہ اللہ نے کلام کیا تھا، اس لئے اُن کو کلیم اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں اس کی مزید تفصیل ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالٰی نے بچپن سے موسیٰؑ کی حفاظت کی۔ باقی سب انبیاء کرامؑ کی آزمائش تو 40 سال کی عمر سے شروع ہوئی لیکن موسیٰؑ نے تو شروع ہی میں تین دِن کو روزہ رکھ لیا۔ جب اُن کو انکی ماں سے دُور کیا تھا۔

اگر آج آپ کو دین پر کوئی مشکل آ رہی ہے تو اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ آپ کو آزماتا ہے۔ موسیٰؑ کو یاد کریں۔ کیسے بچپن میں والدین سے الگ کر دیئے گئے۔ پھر جوانی میں گھر سے بے گھر۔ پھر کیسے پردیس میں وقت گزارا۔ پھر کیسے واپس آئے تو اپنی قوم کے لئے کام پر لگ گئے۔ اللہ کے دین کے کام پر لگ گئے۔

آپ میں سے سب پر کوئی نہ کوئی مشکل آئی ہو گی۔ صبر اور شکر کرتے رہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ انشاء اللہ آپ کو دین کے کام کے لئے چُن لے گا۔ مثال جیسے انٹرویو ہوتا ہے، پھر تربیت ہوتی ہے۔ پھر جب وہ آپ کو اس قابل بنالیتے ہیں کہ آپ کام سنبھال سکیں تو پھر آپ کے سپرد کوئی کام کیا جاتا ہے۔

اللہ مشکلات کی زمین پر دین کا پودا لگاتا ہے۔ کسان پہلے زمین تیار کرتا ہے۔ گوڈی کرتا ہے۔ زمین نرم ہوتی ہے تو پھر بیج بویا جاتا ہے۔ پھر انتظار کیا جاتا ہے۔ پھر پودا باہر آتا ہے۔ پھر پھل لگتے ہیں۔ آپ صبر سے اپنے نیکی اور خیر کے کام میں لگے رہیں۔

غیر تربیت یافتہ لوگ کام نہیں سنبھال سکتے۔ آزمائش اور تربیت کو خیر سمجھیں۔

'۔۔تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اسے پکڑ رکھو۔۔' موسیٰؑ کو وحی اور کتاب عطا فرمائی گئی۔ کہ اس کو پکڑ لو۔ قوّت سے پکڑ لو۔ کسی قسم کے حالات میں اس کو نہیں چھوڑنا۔

مثال: کہ کچھ لوگ قرآن کلاس شروع کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کورس پورا ہو گیا تو فارغ۔ لیکن اہلِ بصیرت لوگوں کو معلوم ہے کہ جیسے ہی یہ کورس پورا ہوُا۔ اگلا مرحلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ علم ساری زندگی ہمارے ساتھ رہے گا۔ اس پر عمل کرنا ہو گا اور پھر دوسرے لوگوں کو سکھانا شروع کر دیں۔

اگر کبھی کہیں جانا پڑے تو قرآن کو ساتھ رکھیں۔ ذہنی طور پر قرآن سے جُڑے رہیں۔ ہر طرح سے ساتھ ساتھ رہیں۔

بندہ کتاب سے تب کٹتا ہے جب ذہنی طور پر کٹ جائے۔ لوگ ذمّہ داریوں کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی قرآن کو ساتھ رکھتے ہیں۔

سورج کی طرح بن جائیں جو جہاں بھی جاتا ہے اپنی روشنی ساتھ لے کر جاتا ہے۔

یہ قرآن کبھی عملی طور پر ساتھ دے گا، کبھی فعلی اور کبھی قولی طور پر۔ انشاءاللہ سارے زندگی آپ کے ساتھ رہے گا۔ کبھی طالب علم بن کر کبھی اُستاد بن کر۔

' وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ 'گائے کو جتنا بھی چارہ ملے وہ دودھ زیادہ دے تو اس کیفیت کو عربی زبان میں شکر کہتے ہیں۔ کتاب کو لینے کے بعد جتنا بھی سمجھ آجائے تو اُس کا شکر ادا کرنا شروع کر دیں۔ لوگ سوچتے ہیں کہ ہم قرآن کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اپنی قوت اور استعداد کے مطابق اس پر عمل کرنا اور آگے دوسروں کو سکھانا شروع کر دیں۔ آپ اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق اَجر پا لیں گے۔

ایک بات نوٹ کر لیں کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ موسیٰؑ نے فرعون کو تورات پڑھ کر سنائی پھر بھی وہ نہیں مانا۔ اُس وقت تک ابھی تورات نازل نہیں ہوئی تھی۔ تورات بعد میں نازل ہوئی تھی۔ فرعون کو توحید کی دعوت دی تھی۔ لیکن وہ نہیں مانا۔ پھر اُن پر عذاب آئے لیکن وہ نہیں مانے۔

اب موسیٰؑ کی زندگی کا اگلا دَور شروع ہوتا ہے۔ اَب تورات ملنے لگی ہے۔ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بھی دین کے کام کے لئے منتخب کر لے۔ آمین

وَكَتَبۡنَا لَهٗ فِى الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّتَفۡصِيۡلًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ ۚ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَكَ يَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا ؕ سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

اور ہم نے (تورات) کی تختیوں میں ان کے لیے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی پھر (ارشاد فرمایا کہ) اسے زور سے پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں (مندرج ہیں اور) بہت بہتر ہیں پکڑے رہیں۔ میں عنقریب تم کو نافرمان لوگوں کا گھر دکھاؤں گا ﴿۱۴۵﴾

قرآن کا تعارف یہ تھا: ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛ فِيۡهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ (البقرہ ۲:۲) یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔

یہ تورات کا تعارف ہے؛ الۡاَلۡوَاحِ: لوح کی جمع ہے یعنی تختی۔ یعنی تورات لکھی ہوئی تختیوں پر ملی تھی۔

قرآن اللہ کے نبیؐ کو بول کر دیا گیا تھا۔ اللہ کا کلام ہے۔

تورات لکھی ہوئی ملی تھی۔ کتنی خوبصورت ہونگی وہ تختیاں۔ تورات سبز رنگ کے زمّرد Emerald کی تختیوں پر لکھی ہوئی تھی۔

حدیثؐ سے پتا چلتا ہے کہ تین چیزیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہیں۔ باقی سب کچھ کن کہنے سے بنا تھا۔ آدم، تورات اور جنّتِ عدن۔ کو اللہ نے خود بنایا۔

اس تورات میں ہر طرح کی نصیحت اور تفصیل تھی۔ وَّتَفۡصِيۡلًا سے مُراد خاص اور بنیادی باتیں۔ اللہ کی ہر کتاب انسانوں کو ہدایت دینے کے لئے نازل کی۔ بنیادی احکام ان کتابوں میں ہوتے تھے۔۔ مثال آپ کسی پہاڑی علاقے کی سیر کو جائیں تو کہیں کہیں 'Danger Signs' ہوتے ہیں۔ کہ آگے خطرناک موڑ ہے وغیرہ۔ تو اس بات سے سمجھ لیں کہ کتاب انسان کی زندگی میں لگاتی ہے۔ یہ کریں اور وہ نہ کریں۔ زندگی گزارنے کا طریقہ۔

سورۃ البقرہ آیت 187۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ اسی طرح خدا اپنی آیتیں لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔

تورات مل گئی ہے تو اَب'۔۔۔ پھر (ارشاد فرمایا کہ) اسے زور سے پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں (مندرج ہیں اور) بہت بہتر ہیں پکڑے رہیں۔۔۔'

قرآن کے بارے میں فرمایا گیا تھا: سورۃ العصر۔ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍۙ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ بے شک انسان گھاٹے میں ہے (۲) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے (۳)

تو اَب جتنا ہو سکے، اس پر خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی خیر اور بھلائی کی طرف بلائیں۔ آپ ایک دوسرے کا ساتھ دے کر مضبوط کرتے ہیں۔

Team works dreams work

دین کے کام تنہا نہیں ہوتے۔ سب کام مل کر کریں تو انسان لطف اندوز ہو تا ہے۔ اور بہت دُور تک جاتا ہے۔

یَأۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا ۔ احسن طریقے سے پکڑ لیں۔ اللہ کی آیات دو طرح کی ہوتی ہیں۔ محکمات اور متشابہات۔ حکم والی آیات پر عمل کرو۔ متشابہ آیات کو چھوڑ دیں۔ قابلِ عمل حصّوں پر توجہ دیں۔ بحث نہ کریں۔ ایسی باتوں میں وجہ نکالنے کی کوشش نہ کریں جن کا ہم سے تعلق نہیں ہے۔ مثال اَصحابِ کہف کتنے تھے وغیرہ۔

عمل کرنے کے تین درجے ہیں۔ ایک ادنٰی درجہ، پھر اوسط (درمیانہ) درجہ اور اعلٰی درجہ۔ دین پر عمل کرنا ہے تو اعلٰی ترین طریقے سے عمل کرنے کی کوشش کریں۔ عبادات، معاملات میں ہر طرح سے بہترین اور احسن عمل کریں۔ کیونکہ اگر کوئی کوتاہی ہو گئی تو پھر ذرا سے پیچھے رہ گئے تو درمیانے درجے میں آجائینگے۔ لیکن اگر ہر کام کو نچلے درجے پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ذرا سے پیچھے رہ گئے تو خدانخواستہ بالکل ہی گر جائینگے۔

سورۃ الزمر آیت 18: جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقل والے ہیں (۱۸)

بہترین بات پر عمل کریں۔ جو نہی قرآن پڑھ لیا۔ تو ہماری شخصیت میں تبدیلی آنی چاہئیے۔ قرآن کو اپنے عمل میں لے آئیں۔

گناہوں کو چھوڑنے سے عمل بہتر سے بہترین ہو جاتا ہے۔ ہر طرح سے بہترین کی جستجو میں رہیں۔

'۔۔میں عنقریب تم کو نافرمان لوگوں کا گھر دکھاؤں گا۔'اس سے یہ بھی مُراد ہے کہ بنی اسرائیل نے اب فلسطین جانا تھا۔ وہاں قومِ مالکہ تھی۔ وہ کافر قوم تھی۔ وہ وہاں قابض تھے۔ وہی فاسق لوگ تھے۔ بنی اسرائیل کے ہاتھوں انہوں نے شکست کھانی تھی۔

دوسرا یہ معنی بھی مُراد ہیں کہ آخرت میں فاسقین کا گھر جہنم دکھا دیا جائے گا۔

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ مصر جو پیچھے رہ گیا تھا۔ وہ بھی اس سے مُراد ہے۔

بنی اسرائیل سات آٹھ سو سال پہلے یوسفؑ کی دعوت پر فلسطین چھوڑ کر مصر آ گئے تھے۔ اَب فلسطین میں مشرک اور کافر قوم آباد تھی۔

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّؕ وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا بِهَا ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ۚ وَّاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الۡغَىِّ يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ؕ ذٰ لِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾

جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں ان کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اسے (اپنا) رستہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رستہ بنا لیں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے ﴿۱۴۶﴾

تکبر اور غرور والوں کو اللہ اپنی کتاب سے دُور کر دیتا ہے۔ اللہ اُس کے اندر کے بڑے پن کی وجہ سے دین سے دُور کر دیتا ہے۔ صرف عاجز لوگ ہی اس قرآن کے ساتھ جڑیں گے۔ اللہ نے ایک حفاظتی بند باندھ دیا ہے۔ Safety Wall ۔ بنا دی ہے۔ قرآن انسان کو جھکا دیتا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں عاجزی اور نرمی عطا کر دے۔ آمین

حدیثِ قدسی ہے۔(ایسی حدیث میں الفاظ اللہ کے ہوتے ہیں لیکن اَدا اللہ کے نبیؐ کی زبان سے ہوتے ہیں۔)اللہ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے جو شخص تکبر کرتا ہے تو گویا وہ میری چادر میرے شانے سے گھسیٹتا ہے۔ پس ایسے انسان کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے۔

المتکبّر اللہ کا نام ہے۔اس کے کئی زاویے ہیں۔اس کی تفصیل نورالقرآن ویب سائٹ سے سُن لیں۔

المتکبّر اللہ کی صفت ہے۔اور کوئی تکبر نہیں کر سکتا۔

حدیثِ رسولؐ ہے کہ وہ شخص جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے اندر رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہے۔

کبر کی نشانیاں کیا ہیں؟ کیسے پتا چلے کہ کسی کے اندر تکبر ہے؟

1. اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں(اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے)۔
2. اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اسے (اپنا) رستہ نہ بنائیں۔(ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں تو پھر بھی صراطِ مستقیم پر نہیں آتے۔اپناتے ہیں ہیں۔)
3. اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رستہ بنالیں۔ (گناہ اور گمراہی کے راستے پر جاتے ہیں۔)

یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے۔

1:یعنی اللہ کی آیات کے مقابلے میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔حق کو جھٹلا دینا۔لوگوں کو نیچا سمجھنا۔

سورۃ یونس آیات 95-96

اوران میں سے بھی نہ ہو جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا پھر تو بھی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا(۹۵) جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے (۹۶) اگرچہ انہیں ساری نشانیاں پہنچ جائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں(۹۷)

یا اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کرنا۔ آمین

2: جو لوگ اللہ کی آیات سے اعراض کرتے ہیں۔ وہ سیدھا راستہ دیکھ کر بھی اُس راستے کو نہیں اپناتے۔ وہ اپنے آپ کو کچھ خاص اور بڑا سمجھتے ہیں۔

3: بُرائی کا راستہ فوراً اپناتے ہیں۔ یہ خود اپنے لئے ایسا راستہ منتخب کرتے ہیں۔

مثال: ایک شخص سیدھے راستے پر چلتا ہے لیکن راستے میں کچھ ایسا نظر آجاتا ہے کہ وہ غلط موڑ پر چلا جاتا ہے۔ یا ایسا راؤنڈ اباؤٹ آجاتا ہے کہ وہ کنفیوز ہو کر غلط راستے پر چلا جاتا ہے۔ وہ نیکی کے راستے پر چلتا چلتا گمراہ ہو جاتا ہے۔

یا پھر ایک گمراہی شخص غلط راستے پر چل رہا ہوتا ہے۔ لیکن کوئی اچھا ساتھی راستے میں مل جاتا ہے۔ وہ اُس کو پیار اور خیر خواہی کے ساتھ سیدھے راستے پر لے آتا ہے۔ وہ سبیل الجنّۃ پر آجاتا ہے۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک انسان نیک کام کر رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن وہ ایسا غلط کام کرتا ہے کہ برائی کے راستے پر چلا جاتا ہے اور جہنمی ہو جاتا ہے۔ ایک شخص بُرے کام کر رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن کوئی ایسی آزمائش آتی ہے جو اُس کو نیک بنا دیتی ہے۔ وہ جنتی ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک کی 6666 آیات ہمیں سبیل الرشد کی طرف لے کر جاتی ہیں۔

اگر ہم کبر کو اندر سے نکال دیں۔ تو انشاءاللہ سبیل الجنّہ پر چل پڑیں گے۔

صحابہ کرامؓ کو ہمیشہ یہی فکر ہوتی تھی کہ آج تو نیکیاں کر رہے ہیں پتا نہیں موت کیسی حالت میں آئے گی۔ ہمیں چاہئیے اپنے لئے بہت دعائیں کریں۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٧﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی ان کو بدلہ ملے گا﴿۱۴۷﴾

یہ بہت بڑی سزا ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کے اعمال ضائع کر دیتا ہے۔ سورۃ محمدؐ میں اس موضوع پر مزید تفصیل آئے گی۔ جب انسان نیکی کرتے کرتے درمیان میں چھوڑ دے تو باقی عمل بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو چیک کرتے رہیں کہ کیا میں سبیل الرشد پر ہوں؟

جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں، آخرت کا یقین نہ رکھیں، اسی عقیدے پر مریں، ان کے اعمال اکارت ہیں۔ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے، بدلہ صرف کئے ہوئے اعمال کا ہی ملتا ہے۔ بھلے کا بھلا اور برے کا برا، جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے۔

مشرکینِ مکہ اپنی طرف سے نیک کام کرتے تھے حاجیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ پانی پلاتے تھے۔ لیکن وہ سب ضائع ہو گئے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤٨﴾ اور قوم موسیٰ نے موسیٰ کے بعد اپنے زیور کا ایک بچھڑا بنا لیا (وہ) ایک جسم (تھا) جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ

ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ ان کو راستہ دکھا سکتا ہے۔ اس کو انہوں نے (معبود) بنالیا اور (اپنے حق میں) ظلم کیا﴿۱۴۸﴾

موسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے وعدے کے مطابق تورات لینے گئے، ادھر فرعونیوں کے جو زیور بنی اسرائیل کے پاس رہ گئے تھے، سامری نے انہیں جمع کیا اور بچھڑے کی شکل کا مجسمہ بنادیا۔ اندر سے کھوکھلہ تھا۔ جب ہوا اندر جاتی تو کچھ خالی دھات کی وجہ سے آواز آتی۔ اپنی طرف سے اس سامری منافق نے شعبدہ بازی دکھائی۔ اس نے بنی اسرائیل کو بہکا کر اس کی عبادت کرانی شروع کر دی، بہت سے لوگ اسے پوجنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے طور پر موسیٰ علیہ السلام کو اس فتنے کی خبر دی۔

یہ زیور قبطیوں کے تھے جو انہوں نے بنی اسرائیل کے پاس امانت رکھوائے تھے۔ یہ اپنے ساتھ اُٹھا لائے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُسی خیانت کی سزا ملی تھی۔ غیر مسلم لوگ اُس زمانے میں بھی بنی اسرائیل پر اعتماد کرتے تھے جو اُس دَور کے مسلمان تھے۔

اللہ کے نبیؐ کا بھی آپ کو یاد ہو گا کہ ایک طرف مشرکینِ مکّہ آپؐ کے خلاف تھے لیکن آپؐ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھواتے تھے۔

اللہ کرے آج کے مسلمان بھی اتنے ہی امانت دار بن جائیں کہ دنیا کی باقی قومیں ہم پر اعتماد کریں۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيٓ اَيۡدِيۡهِمۡ وَرَاَوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ يَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَيَغۡفِرۡ لَنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾ اور جب وہ نادم ہوئے اور دیکھا کہ گمراہ ہوگئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو معاف نہیں فرمائے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے﴿۱۴۹﴾

کہتے ہیں یہ قوم تین گروہوں میں بٹ گئی۔ پہلا گروہ، زیادہ تعداد میں لوگ اس شرک سے دُور رہے۔ دوسرا گروہ شرک شروع تو کیا لیکن پھر شرمندہ ہوئے اور توبہ کرنے لگے۔

تیسرا گروہ موسیٰؑ کے آنے تک شرک میں مصروف رہا۔

یہاں دوسرے گروہ کا ذِکر ہے۔ ایسے لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔ غلطی ہو جائے تو توبہ کر لیں۔ عاجزی سے اللہ کے آگے جھک جائیں۔

شرک والا گناہ معاف نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مسلم سے مشرک ہو جائے۔ مرتد ہو جائے تو پھر اُسے سزا ملتی ہے۔

موسیٰؑ کو وحی کے ذریعے اُن کی قوم کے بارے میں بتا دیا گیا۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰٓ إِلَىٰ قَوۡمِهِۦ غَضۡبَٰنَ أَسِفٗا قَالَ بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُونِي مِنۢ بَعۡدِيٓۖ أَعَجِلۡتُمۡ أَمۡرَ رَبِّكُمۡۖ وَأَلۡقَى ٱلۡأَلۡوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأۡسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُۥٓ إِلَيۡهِۚ قَالَ ٱبۡنَ أُمَّ إِنَّ ٱلۡقَوۡمَ ٱسۡتَضۡعَفُونِي وَكَادُواْ يَقۡتُلُونَنِي فَلَا تُشۡمِتۡ بِيَ ٱلۡأَعۡدَآءَ وَلَا تَجۡعَلۡنِي مَعَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿۱۵۰﴾

اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں واپس آئے۔ تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت ہی بداطواری کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم (یعنی میرا اپنے پاس آنا) جلد چاہا (یہ کہا) اور (شدت غضب سے تورات کی) تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ بھائی جان لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں۔ تو ایسا کام نہ کیجیے کہ دشمن مجھ پر ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملایئے ﴿۱۵۰﴾

غَضۡبَٰنَ : یعنی موسیٰؑ کو شدید، بہت زیادہ غصّہ آیا۔

قَالَ رَبِّ ٱغۡفِرۡ لِي وَلِأَخِي وَأَدۡخِلۡنَا فِي رَحۡمَتِكَۖ وَأَنتَ أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿۱۵۱﴾ تب انہوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ﴿۱۵۱﴾

یا اللہ مجھے بخش دے کہ اپنے بڑے بھائی سے تلخ کلامی ہو گئی۔ اور میرے بھائی کو بھی معاف کر دے۔
پھر اس آیت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

(خدا نے فرمایا کہ) جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنالیا تھا ان پر پروردگار کا غضب واقع ہو گا اور دنیا کی زندگی میں ذلت (نصیب ہو گی) اور ہم افتراء پردازوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۵۲﴾

یعنی دُنیا آخرت دونوں میں سزا ملے گی۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۚ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾

اور جنہوں نے برے کام کیے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس کے بعد (بخش دے گا کہ وہ) بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۵۳﴾

یعنی کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے تو توبہ کرلو۔ اللہ سے معافی مانگ لو۔ اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس سبق پر مزید بات ہم کل کے سبق میں کرینگے۔